

مولانا محمد ابراہیم فانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک

فريضة حج

امت مسلمہ کے اتفاق و اتحاد کا شاندار مظہر

حج کا تعلق اسلام کے ان بنیادی ارکان کے ساتھ ہے جن پر قصر اسلام کی تعمیر کا دار و مدار ہے اور یہ ان اساسی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے جو کہ بدنی اور مالی عبادت سے مرکب ہے۔ اس کی فرضیت کی دلیل قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنْ اسْتِطَاعِ الْيَهُودِ سَبِيْلًا. وَمَنْ كَفَرَ فَلَنْ يَكُوْنَنَّ مِنَ الْعَالَمِيْنَ۔ اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو فرض قدرت رکھتا ہو۔ اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے پھر اللہ پر و انہیں رکھتا جہاں کے لوگوں کی اس آیت کریمہ میں مختلف وجوہات سے حج کی تاکید ہے۔ لیکن قابل غور نکتہ اس میں یہاں یہ ہے کہ خداوند جل شانہ نے فرمایا ومن کفر اور یوں نہیں فرمایا کہ ومن لم یحج جس میں تارک حج کے بارے میں تغلیظ اور تشدید مقصود ہے اس لئے حدیث شریف میں جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَحِجَّ فَلَيْمَتْ اِنْ شَاءَ يَهُودٌ يَا اَوْ نَصْرَانِيًّا۔ یعنی جو مسلمان اس حالت میں فوت ہوا کہ باوجود استطاعت کے اس نے حج ادا نہیں کیا تو جیسے چاہے مرجائے یہودی ہو یا نصرانی ہو۔ تارک حج کے بارے میں یہ انتہائی سخت وعید ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو لوگ صاحب استطاعت ہوں وہ یہ فریضہ ضرور ادا کریں یا اصحاب استطاعت تو ہوں۔ لیکن ضعف و کمزوری یا کبر سنی کی وجہ سے اس فریضہ کی ادائیگی سے قاصر ہوں۔ تو ان کیلئے شریعت مطہرہ نے حج بدل کی مغبائش رکھی ہے یعنی اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو حج کی ادائیگی کیلئے بھیج سکتا ہے۔

فضائل حج کے بارے میں بکثرت روایات احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔ یہاں پر چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس اہم فریضہ سے کسی طور پر بھی غفلت نہ برتی جائے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حِجِّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُتْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ یعنی آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ کیلئے حج کرے نفس کو ارتکاب کرے اور نہ فسق میں مبتلا ہو تو وہ ایسا واپس آتا ہے جیسا کہ اس کو اس کی ماں نے جنتا تھا اور آپ ہی سے دوسری روایت ہے

جزاء الا الجنة ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کفارہ ہے اس کا جوان کے درمیان ہوا اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ الحاج والعمار وفد اللہ ان دعویٰ اجابہم وان استغفروہ غفرلہم ابن ماجہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر وہ عامانگیں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں۔ تو اللہ ان کی مغفرت فرماتا ہے حدیث عبد اللہ ابن عمرؓ جو کہ مسند امام احمد میں مذکور ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔

اذلقت الحاج فسلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له۔ جب تم حاجی سے ملاقات کرو۔ تو اس کو سلام کرو۔ اس سے مصافحہ کرو۔ اور اس سے اپنے لئے بخشش کو کہو۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے۔

چونکہ آج کل اسلامی تقویم کے اعتبار سے ذی الحجہ کا مہینہ چل رہا ہے۔ اور اس میں اقصائے عالم اور دنیا کے کونے کونے سے مسلمان حج بیت اللہ کی ادائیگی کیلئے حجاز مقدس تشریف لاتے ہیں اور لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں ہر رنگ نسل قوم زبان اور تہذیب وثقافت کے لوگ شریک ہوتے ہیں ان میں شاہ بھی ہوتے ہیں گدائے بے نوا بھی۔ امیر بھی ہوتے ہیں فقیر بھی بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جوان بھی خواتین بھی ہوتی ہیں اور بچے بھی۔ احرام کے دو کپڑوں میں ملبوس کوئی ان میں فرق نہیں کر سکتا کہ ان میں شاہ کون ہے اور گدا کون۔ تمام احکم الحاکمین کے در کے طواف میں دیوانہ وار مصروف رہتے ہیں۔ ان کو اپنی جان کی فکر ہے اور نہ آرائش و زیبائش کی۔ بس پراگندہ بال اور اپنی دنیا سے بے خبر مناسک حج کی ادائیگی کی طرف ان کو توجہ ہے۔ بہر حال حج مکمل فتائیت کا مظہر ہے اس میں حاجی کی دیوانگی اور وارفتگی و شینگی قابل دید ہوتی ہے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ الحاج الشعث الضفل یعنی حاجی پراگندہ حال اور میلا پھیلا ہوتا ہے یہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ من الحاج۔ فقال الشعث الضفل۔ یعنی یا رسول اللہ حاجی کی کیا شان ہوتی ہے آپ نے فرمایا۔ پراگندہ حال میلا پھیلا۔ اس طرح حاجی تبلیہ پڑھتا ہے

لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك اور یہ تبلیہ کے کلمات درحقیقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پکار کا جواب ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔

لما فرغ ابراهيم من بناء البيت قال رب قد فرغت فقال اذن في الناس بالحج... قال رب اوما يبلغ صوتي قال اذن وعلى البلاغ قال رب كيف اقول قال قل يا ايها الناس كتب عليكم

الحج حج البيت العتيق فسمعه من بين السماء والارض الامرون انهم يجيئون من اقصى الارض
يلبون

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے رب میں
تو بناء کعبہ سے فارغ ہوا۔ اللہ نے انہیں فرمایا کہ لوگوں کو حج کا اعلان کیجئے آپ نے (تجبا) سوال کیا کہ میری آواز ان
تمام لوگوں تک کیسے پہنچ جائیگی اللہ نے فرمایا۔ آپ اعلان کیجئے۔ باقی لوگوں تک آپ کی آواز پہنچانا میرا کام ہے پھر
ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ میں کیسے اعلان کروں۔ اللہ نے فرمایا۔ تم کہو کہ اے لوگو آپ پر اللہ کے قدیم گھر کا حج
فرض کیا گیا ہے تو یہ آواز آسمانوں اور زمینوں میں سنی گئی۔ اللہ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچادی۔ آپ نہیں
دیکھتے کہ حجاج کرام زمین کے دور دراز اطراف سے حج کیلئے آتے ہیں اور تبلیہ کے کلمات پڑھتے ہیں جس کیلئے حج
مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا۔ پھر اس موقع پر سنت ابراہیمی ادا کی جاتی ہے آپ نے جو اپنے جگر گوشے کو ذبح
کرنے کے ارادہ اور اللہ کے حکم کے مطابق قربان کرنے کیلئے روانہ کیا۔ یہ بہت بڑی آزمائش تھی اس میں ابراہیم سرخرو
ہو گئے اللہ نے ان کو اس عظیم قربانی کے بدلے اتنی بڑی شان سے نوازا۔ کہ تاقیامت جب بھی عید الاضحیٰ کا موقعہ آئے گا ان
کی سنت کی تجدید کی جائیگی۔

اسلام ایک آفاقی مذہب تاقیامت باقی رہنے والا دین اور اجتماعیت کا مظہر ہے۔ حج کے موقعہ پر مسلمانوں کا
یہ عالمی اجتماع ان کے اندر محبت رشتہ و تعلق اور اخوت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ اسلامی اخوت کا یہ بے مثال
مظاہرہ دیگر مذاہب میں کہیں نظر نہیں آتا۔ اسلام مسلمانوں کو اتفاق اتحاد اور یکجہتی کا درس دیتا ہے۔ عام باجماعت نماز
میں ہوں یا جمعہ وعیدین کا موقعہ۔ ان میں مسلمان اجتماعی طور پر شرکت کرتے ہیں تاکہ یہ اغیار کے مقابلے میں بنیان
مرصوص کی طرح مضبوط قوت بن جائیں اور پھر حج کا یہ عالمی اور بین الاقوامی اجتماع اس اجتماعیت کا آخری مرحلہ ہے اگر
مسلمانان عالم اپنی اسی اجتماعیت اور اخوت و محبت کو بروئے کار لائیں تو انشاء اللہ وہ کبھی محکوم و مقہور اور مظلوم نہیں رہے
گے اور نہ اغیار کی غلامی اور ان کے در کی درویشہ گری ان کا مقدر ہوگا۔ آج عالم اسلام کی مجموعی زبوں حالی ہمارے ا
اعمال کی وجہ سے ہے۔ اب بھی وقت ہے تاکہ ہم اپنے آپ کو پہنچائیں۔ اپنے تشخص پر غور کریں اپنی عظمت رفتہ کو
کریں۔ اسلام کی روح پر عمل کرنے کی سعی کریں۔ پھر اس کا نتیجہ ایک تابناک مستقبل اور بارعب قوم کی صورت میں
قوام عالم کے سامنے آشکارا ہوگا۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین